

سوال

مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنا چاہتے تھے، میرے اور ایک کافر کے درمیان بحث ہوگئی تو اس کافر نے یہ کہا کہ اس کا ذکر قرآن کریم میں نہیں ہے۔

تو اسے بحث و تہمت کے بعد مجھ پر یہ واضح ہوا کہ جس بیٹے کو ذبح کرنا چاہتے تھے اس کے متعلق صحیح پتہ نہیں چلتا (اس مترجم نسخہ کے مطابق جو اس کے پاس ہے) سورۃ نمبر (37)

آپ سے گزارش ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور قربانی کے متعلق مسلمانوں کا موقف دلائل کے ساتھ واضح کریں؟

پسندیدہ جواب

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے اور خلیل ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا ہے :

﴿اور اس (ابراہیم علیہ السلام) نے کہا میں تو ہجرت کر کے اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں وہ ضرور میری راہنمائی کرے گا، اے میرے رب مجھے نیک نعت اولاد عطا فرما، تو ہم نے اسے ایک بردبار اور حلیم بچے کی بشارت دی، پھر جب وہ بچہ اتنی عمر کو پہنچا کہ اس کے ساتھ چلے پھرے، تو اس نے (ابراہیم علیہ السلام) نے کہا اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں، اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے جواب دیا ابا جان! جو حکم ہوا ہے اسے بجالائے ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے، غرض جب دونوں مطہج ہو گئے اور اس نے (باپ نے) اس کو (بیٹے کو) کروٹ کے بل لٹا دیا، تو ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم! یقیناً تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا، بیشک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں، درحقیقت یہ کھلا امتحان تھا، اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے دیا، اور ہم نے ان کا ذکر خیر بعد میں انے والوں کے اندر باقی رکھا، ابراہیم علیہ السلام پر سلام ہو، ہم نیکو کاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں، بیشک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا، اور ہم نے اس کو اسحاق علیہ السلام نبی کی بشارت دی جو کہ صالح لوگوں میں سے ہوگا، اور ہم نے ابراہیم و اسحاق علیہما السلام پر برکتیں نازل فرمائیں، اور ان دونوں کی اولاد میں بعض تو صالح و محسن اور بعض اپنے نفس پر صریح ظلم کرنے والے ہیں۔﴾

الصافات (99-113)

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

اللہ تعالیٰ اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب انہوں نے اپنی قوم کے ملک سے ہجرت کی تو اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ انہیں صالح اولاد عطا کرے، تو اللہ تعالیٰ نے ایک حلیم و بردبار بچے کی خوشخبری دی جو کہ اسماعیل علیہ السلام ہیں کیونکہ وہ ہی پہلے بچے ہیں جو کہ (ابراہیم خلیل علیہ السلام) کے ہاں پیدا ہوئے، اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں اہل ملل کے درمیان کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ (اسماعیل علیہ السلام) ان کے پہلے بیٹے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ (پھر جب وہ بچہ اتنی عمر کو پہنچا کہ اس کے ساتھ چلے پھرے) یعنی جب وہ جوان ہوا اور اپنے والد کے کام آنے لگا، مجاہد کہتے ہیں کہ جب وہ اس کے ساتھ چلنے پھرنے لگا، یعنی جوان ہو گیا اور سفر کرنے اور اتنی طاقت آگئی کہ جو کچھ اس کا والد کرتا ہے اس میں ہاتھ بٹانے لگا جب یہ کچھ ہو تو ابراہیم علیہ السلام نے یہ خواب دیکھا کہ انہیں انکے اس بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

اور حدیث شریف میں وارد ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ >انبیاء کی خوابیں وحی ہوتی ہیں < اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک امتحان تھا کہ اس کا خلیل وہ اپنے عزیز ترین بیٹے کو جو کہ اسے بڑھاپے میں ملا ہے، اور جب اس بات کا حکم دیا گیا کہ اسے اور اس کی ماں کو ایسی جگہ پر چھوڑ دیں جو بے آب و گیاہ اور پٹیل میدان ہو، اور ایسی وادی میں جہاں پر نہ تو کوئی انس کرنے والا اور نہ ہی حرکت ہو، اور کھیتی اور جانور ہو تو اس نے ان کے بڑھاپے کو اور زیادہ کر دیا لیکن اس کے باوجود انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کیا اور انہیں وہاں اللہ تعالیٰ کے سہارے اس پر توکل کرتے ہوئے وہاں چھوڑ دیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اس تنگی سے نجات پیدا کر دی اور انہیں ایسا رزق عطا فرمایا جس کا وہ گمان بھی نہیں کر سکتے تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس سارے معاملے کے بعد اپنے خلیل کو وہ بیٹا ذبح کرنے کا حکم دیا جو کہ اس کا اکلوتا اور پہلا تھا جس کے علاوہ اور کوئی بچہ نہیں تو پھر اس کا جواب دیتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے میں جلدی کرتے ہوئے یہ سارا معاملہ اپنے اس بیٹے کے سامنے رکھا تاکہ اس کے دل میں یہ بات اسان ہو جائے اس کے بدلے کہ وہ اسے مجبور کر کے پکڑے اور زبردستی کرتے ہوئے ذبح کر دے :

﴿تو اس نے (ابراہیم علیہ السلام) نے کہا اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں، اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے؟﴾۔

تو ردبار اور حلیم بیٹے نے جلدی سے جواب دیا :

﴿بیٹے نے جواب دیا ابا جان! جو حکم ہوا ہے اسے بحال لے ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے﴾۔

تو یہ جواب انتہائی سیدھا اور اللہ تعالیٰ اور والد کی اطاعت ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : ﴿غرض جب دونوں مطیع ہو گئے اور اس نے (باپ نے) اس کو (بیٹے کو) کروٹ کے بل لٹا دیا﴾۔ اسما کے معنی کے متعلق کہا گیا ہے یعنی جب وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے جھک گئے اور اس پر عمل کرنے کا پختہ عزم کر لیا، اور تلہ للجبین، کا معنی یہ ہے کہ اسے چہرے کے بل لٹا دیا، ایک قول ہے کہ اسے گدی کی جانب سے ذبح کرنے کا ارادہ کیا تاکہ وہ ذبح کرتے ہوئے اس کے چہرے کو نہ دیکھے یہ قول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مجاہد اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور ضحاک رحمہم اللہ تعالیٰ جمیعاً کا ہے۔

اور اسما، کا معنی ہے، یعنی ابراہیم علیہ السلام نے تکبیر کسی اور بیٹے نے موت کے لئے کلمہ شہادت پڑھا سدی وغیرہ کا کہنا ہے کہ اس کے حلق پر پھری چلائی لیکن اس نے کچھ بھی نہ کہا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پھری اور حلق کے درمیان تاسمبے کی پلیٹ حاصل کر دی گئی تھی، واللہ تعالیٰ اعلم، تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آواز دی گئی :

﴿تو ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم! یقیناً تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا﴾۔

یعنی آپ کے امتحان اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف جلدی کرنے کا مقصد پورا ہو گیا وہ اس طرح کہ تیرا بیٹا قربانی کے لئے اور تیرا بدن آگ کے لئے اور تیرا مال ممانوں کے لئے خرچ ہونا یہ سب امتحان ہے، تو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿در حقیقت یہ کھلا امتحان تھا﴾۔ یعنی واضح اور ظاہر امتحان۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان : ﴿اور ہم نے ایک بڑا ذبح اس کے فدیہ میں دے دیا﴾۔

یعنی اس کے بیٹے کے ذبح کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے جو اس کے لئے بطور عوض آسان کر دیا، اور جمہور علماء سے مشہور یہ ہے کہ وہ عوض اور فدیہ وہ سفید رنگ کا موٹا تازہ سینگوں والا اینڈھا تھا، امام ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبد اللہ بن عثمان بن نیشم

عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ابن عباس بیان کرتے ہیں وہ بیٹھھا چالیس سال تک جنت میں چرتا رہا۔

اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی روایت کیا جاتا ہے کہ اس بیٹھھے کا سرا بھی تک کعبہ کے پرنا لے کے پاس لٹک رہا ہے، تو یہ اکیلی ہی اس بات کی دلیل ہے کہ ذیح اسماعیل علیہ السلام ہی ہیں کیونکہ وہ ہی مکہ میں مقیم تھے اور اسحاق علیہ السلام کے متعلق ہمیں یہ علم نہیں کہ وہ بچپن میں مکہ تشریف لائے ہوں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیکھیں البدایہ والنہایہ لابن کثیر (157/1-158)

تو جیسا کہ اوپر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ذیح اسماعیل علیہ السلام ہیں نہ کہ اسحاق علیہ السلام اور ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کی تفسیر میں اس کا ذکر کیا ہے کہ کی ایک وجوہات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ذیح اسماعیل علیہ السلام ہیں اس کا خلاصہ ہم یہاں پیش کر رہے ہیں :

1- یہ کہ اسماعیل علیہ السلام پہلے بیٹے ہیں جن کی ابراہیم علیہ السلام کو خوشخبری دی گئی، اور پھر مسلمانوں اور اہل کتاب کے ہاں متفقہ طور پر وہ اسحاق علیہ السلام سے بڑے ہیں اور اہل کتاب کے ہاں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذیح کریں اور ایک نسخہ میں پہلے بیٹے کے الفاظ ہیں۔

2- یہ کہ جو پہلا بچہ ہو اور اس کے بعد اور کوئی اولاد نہ ہو تو ابتلاء اور امتحان کے اعتبار سے اس کے ذیح کا حکم زیادہ سخت ہوتا ہے۔

3- یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو بشارت دی ہے اس میں غلام حلیم یعنی بردبار بچے کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد یہ فرمایا :

﴿اور ہم نے اسے نبی اسحاق (علیہ السلام) کی خوشخبری سنائی جو کہ صالحین میں سے تھا﴾ اور فرشتوں نے جب ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے یہ کہا: ﴿بیشک ہم نے تجھے ایک حلیم بچے کی خوشخبری دی﴾۔

4- اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

• توہم نے اسے اسحاق (علیہ السلام) کی خوشخبری سنائی، اور اسحاق (علیہ السلام) کے بعد یعقوب (علیہ السلام) کی بھی ہے۔ یعنی ان دونوں کی زندگی میں ہی بچہ پیدا ہوگا جس کا نام اسحاق رکھا جائے گا، اور اس کا جانشین بھی ہوگا، اس کی نسل میں سے آگے نسل چلے گی اور اولاد پیدا ہوگی۔

تو اس بیان کے بعد یہ جائز نہیں کہ اسے بچپن ہی میں ذبح کرنے کا حکم دے دیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اس کی جانشینی اور نسل ہوگی۔

5- اور پھر یہ بات بھی ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کو یہاں پر حلیم کے وصف سے متصف کیا گیا ہے کیونکہ یہ حلیم کا وصف ہی جگہ پر مناسب ہے۔

تفسیر ابن کثیر (15/4)۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔